٢٦/٢/٣١ھ
٦/٣/٣١ھ ٩٣/٢٢٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں

① کیا شادی میں جہیز دینا شرعًا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کیا شریعت میں اسکی کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔

② کیا جہیز میں مساوات ضروری ہے مثلاً ایک بیٹی کو 100000 لاکھ کا جہیز دیا اور دوسری بیٹی کو 90000 ہزار کا جہیز دیا
کیا دوسری بیٹی مساوات کا مطالبہ شرعًا کر سکتی ہے یا نہیں۔

③ کیا کسی عورت کو جہیز دیکر میراث سے محروم رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں۔
قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی اورنگزیب
درجہ دورہ حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب حامداً و مصلیاً

① جہیز درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے اور فی نفسہٖ مباح بلکہ امرِ مستحسن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز دیا تھا لیکن آج کل جس طرح پُرتکلف طور پر اسکا اہتمام کیا جاتا ہے اس طرح نہیں بلکہ کل جہیز یہ تھا، ایک چادر، ایک تکیہ، چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں اور پانی کے لئے دو مشکیزے، یہ ہے دونوں جہانوں کے سردار کی لاڈلی بیٹی کا جہیز کہ صرف وہ اشیاء دیں جو روزمرہ استعمال میں آتی ہیں۔
لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں اس امرِ مستحسن (جہیز) کا چہرہ جس طرح مسخ کر دیا گیا ہے کہ یہ محض ایک ہندوانہ رسم بن کر رہ گئی ہے، کسی بھی طرح درست نہیں، اس لئے کہ اس رسم کو انجام دینے میں کئی خرافات اور مفاسد کو اس طرح شامل کر دیا گیا ہے کہ یہ بجائے رحمت کے زحمت بن گئی ہے۔
منجملہ ان مفاسد میں سے یہ ہے کہ:۔
۱۔ جہیز دینے میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔
۲۔ جہیز میں ملنے والے سامان (کپڑے، برتن وغیرہ) کی بلاوجہ تشہیر کی جاتی ہے جو کہ ریاکاری اور تفاخر پر مبنی ہے۔
۳۔ بسا اوقات لڑکے والے بڑی ڈھٹائی سے صرف دیکھتے ہی نہیں پوچھتے بھی ہیں کہ جہیز میں کیا اور کتنا ملیگا؟ اگر فلانی چیز نہ دی گئی تو رشتہ نہ لینگے، اگرچہ لڑکی کے والدین کی استطاعت سے باہر ہو، جسکی وجہ سے بعض اوقات

Date:

كذا في مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة
ص: ٧٠٩، رقم الحديث: ١٦٢٣، دار السلام)

قال العلامة العيني رحمه الله: قال الثوري و الليث بن سعد و
القاسم بن عبد الرحمن و محمد بن المنكدر و ابو حنيفة و ابو يوسف و محمد
و الشافعي في رواية: يجوز أن ينحل لبعض ولده دون بعض ......
...... وذهب الجمهور إلى أن التسوية مستحبة،
فإن فضل بعضاً صح وكره، وحملوا الأمر على الندب والنهي على التنزيه.
(عمدة القاري، كتاب الهبة وفضلها و التحريض عليها، باب الإشهاد
في الهبة، ١٣/ ٢٠٢، ٢٠٣، دار الكتب العلمية)

وقال الحافظ ابن حجر العسقلاني: تاسعها: عمل الخليفتين أبي
أبي بكر وعمر رضي الله عنهما بعد النبي صلى الله عليه وسلم على عدم
التسوية قرينة ظاهرة في أن الأمر للندب اهـ.
عاشر الأجوبة: أن الإجماع إنعقد على جواز عطية الرجل ماله لغيره
فإذا جاز له أن يُخرج جميع ولده من ماله، جاز له أن يخرج عن ذلك
بعضهم اهـ.
(فتح الباري، كتاب الهبة و فضلها و التحريض عليها، باب الإشهاد
في الهبة، ٥/ ٩٦٩، قديمي)

عن علي رضي الله تعالى عنه قال: (جهّز رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاطمة في خميل وقربة ووسادة حشوها إذخر).
(النسائي، كتاب النكاح، باب جهاز الرجل ابنته، ٦/ ١٣٥، دار المعرفة)

عن عطاء بن السائب، عن أبيه، عن علي رضي الله تعالى عنه،
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما زوّجه فاطمة، بعث معها بخميلة
ووسادة حشوها ليف و رحاءين و سقاءين. اهـ.
(الإصابة، كتاب النساء، حرف الفاء، ٨/ ٣٢٧، دار الكتب العلمية)

(جهّز إبنته بما يجهز به مثلها ثم قال: كنت أعرتها الأمتعة،
إن العرف مستمراً) بين الناس (أن الأب يدفع ذلك) الجهاز (ملكا لا
إعارة لا يقبل قوله) إنه إعارة، لأن الظاهر يكذبه، (وإن لم يكن)
العرف (كذلك) او تارة وتارة (فالقول له) به يفتى.
(التنوير مع الدر، كتاب العارية، ٨/ ٥٦٢، ٥٦٣، دار المعرفة)

لو جهّز ابنته و سلمه إليها، ليس له في الإستحسان
إسترداده، وعليه الفتوى.
(الهندية، كتاب النكاح، باب المهر، الباب السادس عشر في
جهاز البنت، ١/ ٣٥٩، دار الكتب العلمية).

Scanned by CamScanner

رجل زوّج إبنته وجهزها فماتت الإبنة، فزعم أبوها أن الذي دفع
إليها من الجهاز مالُهُ وأنه لم يهبه منها وإنما إعارة منها، فالقول للزوج و
على الأب البينة، لأن الظاهر شاهد للزوج، لأن الظاهر أن الأب
إذا جهز إبنته يدفع ذلك إليها بطريق الملك.
(المحيط البرهاني، كتاب النكاح، قبيل الفصل الثاني والعشرون
تحت قوله: "ومما يتصل بهذا الفصل"، ٣/٣٠٣، المكتبة الغفارية)
والعادة الفاشية الغالبة في أشراف الناس وأوساطهم، دفع
ما زاد على المهر من الجهاز تمليكا سوى ما على الزوجة ليلة الزِّفاف
من الحليّ والثياب اهـ.
(الشامي، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في دعوى الأب أن الجهاز
عارية، ٤/٣٠٦، دار المعرفة) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبهُ: عبد الرحيم عفي عنهُ
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
٧/٣/١٤٣١هجري

الجواب صحيح
٨/٣/٣١هـ

الجامعة الفاروقية
دار الإفتاء

الجواب صحيح
٨/٣/٣١هـ